تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفاعِ اَسلاف

ہند

اشاعت نمبر ۲۸

فہرست مضامین

* عیدین کی رات میں عبادت کرنا، احادیث و آثار سے ثابت ہیں۔[قسط ۱]

* ائمہ محدثین کے نزدیک، ضعیف روایت سے ترجیح و تائید حاصل ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:
"البرکۃ مع أکابرکم"
برکت تمہارے، اکابر کے ساتھ ہیں۔(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

عیدین کی رات میں عبادت کرنا،

احادیث وآثار سے ثابت ہے۔[قسط ۱]

[حافظ اکبر علی اختر علی ودیگر اہل حدیث حضرات کو جواب]

- مفتی ابن اسماعیل مدنی
- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

عیدین کی رات میں عبادت کرنا، احادیث وآثار سے ثابت ہے، چنانچہ

دلیل نمبر"۱":

- امام ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینی المعروف بابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) نے کہا:

حدثنا أبو أحمد المرار بن حمويه، حدثنا محمد بن المصفى، حدثنا بقية بن الوليد، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان عن أبي أمامة، عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، قال: من قام ليلتي العيدين محتسبا لله، لم يمت قلبه يوم تموت القلوب۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عیدین کی راتوں میں اللہ کی رضا کی نیت سے عبادت کرے گا، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مرجائیں گے۔ **(سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۱۷۸۲)**،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینی المعروف بابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) مشہور امام، الحافظ الکبیر، حجت ہیں۔ **(سیر: ج ۱۳: ص ۲۷۷)**،

(۲) المرار بن حمویہ، ابواحمد الثقفیؒ (م ۲۵۴ھ) صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۵۴۵)**

(۳) محمد بن المصفی بن بہلول الحمصیؒ (م ۲۴۶ھ) سنن ثلاثہ ماخلا الترمذی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۳۰۴)**،

(۴) بقی بن الولید الشامیؒ (م ۱۹۷ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور صدوق کثیر التدلیس عن الضعفاء ہے۔ (تقریب التہذیب: رقم ۷۳۴)،

(۵) ثور بن یزید، ابوخالد الشامیؒ (م ۱۵۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۸۶۱)،

(۶) خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۶۷۸)،

نوٹ:

خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) کا سماع، حضرت ابوامامہؓ (م ۸۶ھ) سے ثابت ہے، چنانچہ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے کہا: ''سمع أبا أمامة''۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۳: ص ۱۷۶، الکنی والاسماء: ج ۱: ص ۴۷۰)،

(۷) حضرت ابوامامہ باہلیؓ (م ۸۶ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تقریب)،

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، اور

- حافظ زکی الدین المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) نے کہا: ''ورواته ثقات، إلا أن بقية مدلس، وقد عنعنه''۔ (الترغیب والترہیب: ج ۱: ص)،

- حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) نے کہا: ''وليس فيه إلا عنعنة بقية''۔ (خلاصۃ البدر المنیر: ج ۱: ص ۲۳۰)،

- حافظ ابوالعباس البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''هذا إسناد ضعيف لتدليس بقية ورواته ثقات لكن لم ينفرد به بقية عن ثور بن يزيد فقد رواه الأصبهاني في كتاب الترغيب من طريق عمر بن هارون البلخي وهو ضعيف عن ثور به''۔ (مصباح الزجاجۃ: ج ۲: ص ۸۵)،

- حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے کہا: ''رواه من طريق بقية عن أبي أمامة بلفظ من قام ليلتي العيد لله محتسباً لم يمت قلبه حين تموت القلوب وبقية صدوق لكنه كثير التدليس وقد رواه بالعنعنة''۔ (تخریج احیاء علوم الدین: ج ۲: ص ۸۹۶)،

- محدث ظفر احمد بن لطیف احمد التھانوی العثمانیؒ (م ۱۳۹۴ھ) نے بھی کہا: ''ورواته ثقات إلا أن بقية''۔ (اعلاء السنن: ج ۵: ص ۱۹۱۰)،

مگر یہاں پر بقی بن الولیدؒ (م ۱۹۷ھ) کی ''عنعنہ'' پر تدلیس کا الزام مرجوح ہے، کیونکہ ان کے متابع وشواہد موجود ہیں، چنانچہ

متابع نمبر ''۱'':

- علل الدارقطنی میں ہے:

وسئل عن حديث مكحول، عن أبي أمامة، قال: من أحيا ليلة الفطر، أو ليلة الأضحى؛ لم يمت قلبه إذا ماتت القلوب۔

فقال: يرويه ثور بن يزيد، واختلف عنه؛

فرواه جرير بن عبد الحميد، عن ثور، عن مكحول، عن أبي أمامة۔

قاله ابن قدامة وغيره، عن جرير۔

ورواه عمر بن هارون، عن جرير، عن ثور، عن مكحول، وأسنده عن معاذ بن جبل، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

والمحفوظ أنه موقوف عن مكحول۔ (ج ۱۲: ص ۲۶۹)،

یعنی حافظ ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کے نزدیک، مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) کی طریق سے، حضرت ابوامامہؓ سے مروی موقوف روایت صحیح ومحفوظ ہے، جس کی سند یوں:

قال ابن قدامة وغيره، عن جرير بن عبد الحميد، عن ثور، عن مكحول، عن أبي أمامة: من أحيا ليلة الفطر، أو ليلة الأضحى؛ لم يمت قلبه إذا ماتت القلوب۔

حضرت ابوامامہؓ نے کہا: جس نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی رات کو قیام کیا، اس کا دل اُس دن مردہ نہ ہوگا، جس دن [سب کے] دل مردہ ہوجائیں گے۔

نوٹ:

یہ روایت اگرچہ، موقوف ہے، مگر حکماً مرفوع ہے، کیونکہ صحابیؓ، اپنے اجتہاد سے، یہ بات نہیں کہہ سکتے، واللہ اعلم۔

سند کی تحقیق:

(۱) امام جریر بن عبدالحمیدؒ (م ۱۸۸ھ) کے تلامذہ میں ''ابن قدامۃ'' کے نام سے ''۳'' راوی موجود ہیں، چنانچہ

- محمد بن قدامۃ بن اسماعیل السلمیؒ صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۲۳۲)**،
- محمد بن قدامۃ بن اعین المصیصیؒ (م ۲۵۰ھ) سنن ابوداود وسنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۲۳۳)**،
- تیسرے راوی، محمد بن قدامۃ الطوسی بھی صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۲۳۷)**،

لہذا جب تینوں راوی ثقہ یا صدوق ہیں، تو جو کوئی راوی بھی، مراد لیا جائے، تو تب بھی یہاں پر ''ابن قدامۃ'' معتبر ہی ثابت

ہونگے ،مگر علل الدارقطنی میں جریرؒ کی دیگر روایات پر نظر ڈالی جائے ،تو وہاں جریر سے روایت کرنے والے ،ثقہ راوی محمد بن قدامۃ بن اعین المصیصیؒ (م ۲۵۰ھ) ہیں ۔(علل الدارقطنی: ج۱: ص ۲۵۲، وغیرہ)،

لہذا اس قرینہ کی وجہ سے، یہاں پر بھی ''ابن قدامۃ'' سے مراد محمد بن قدامۃ بن اعین المصیصیؒ (م ۲۵۰ھ) کا ہونا، راجح معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

(۲) جریر بن عبدالحمید الضبیؒ (م ۱۸۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، صحیح الکتاب ہیں ۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۹۱۶)،

(۳) ثور بن یزید، ابوخالد الشامیؒ (م ۱۵۵ھ) کا تعارف گزر چکا۔(دیکھئے، ص ۲)،

(۴) مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ، فقیہ ہیں ۔(تقریب: رقم ۶۸۷۵)،

نوٹ:

مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کا سماع، ابوامامہ باہلیؓ (م ۸۶ھ) سے ثابت ہے، جس کی تفصیل ص: ۲۴، پر موجود ہے۔

(۵) حضرت ابوامامہ باہلیؓ (م ۸۶ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔(تقریب)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے، مگر یہ سند معلق ہے، لیکن اس کے باوجود، جریر بن عبدالحمید الضبیؒ (م ۱۸۸ھ) کی وجہ سے، ابن ماجہ کی روایت میں موجود، بقی بن الولیدؒ (م ۱۹۷ھ) پر تدلیس کا الزام باطل ومردود ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اگرچہ پوری سند نہ ہونے کی وجہ سے، معلق روایت میں ضعف کا احتمال ہوتا ہے اور اسے ضعیف مان بھی لیا جائے، تو تب بھی ضعیف روایت کی تائید حاصل کی جاسکتی ہے، دیکھئے ص:۔

اس لحاظ سے، یہاں جریرؒ کی روایت سے، بقی بن الولیدؒ (م ۱۹۷ھ) پر تدلیس کا الزام مرجوح ثابت ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

متابع نمبر ''۲'':

امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أنبأني أبو عبد الله، أنا أبو الوليد أخبرنا عبد الله بن محمد، ثنا أبو عبد الله - يعني محمد بن نصر المروزي - ثنا ابن قهزاذ، ثنا حاتم بن العلاء، عن مسلم بن خالد، عن عبد الحميد بن عمر، عن خالد بن معدان، عن أبي أمامة قال: من قام ليلة العيد، إيمانا واحتسابا، لم يمت قلبه يوم تموت القلوب۔

حضرت ابوامامہؓ نے کہا: جس نے عید کی رات کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کا دل اُس دن مردہ نہ ہوگا، جس

دن [سب کے] دل مردہ ہوجائیں گے۔(**الخلافیات للبیہقی: ج ۴: ص ۹۶، مختصر کتاب قیال اللیل للمروزی: ص ۲۶۲**)،[۱]

نوٹ:

اس روایت کے شروع میں ''أنبأني أبو عبد الله، أنا أبو الوليد'' کا ذکر مطبوعہ نسخے سے ساقط ہوگیا ہے، مگر دیگر مقامات پر، امام البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) اور ابوعلی، عبداللہ بن محمد البلخیؒ (م ۲۹۵ھ) کے درمیان میں ''أنبأني أبو عبد الله، أنا أبو الوليد'' کا واسطہ موجود ہے۔(**الخلافیات للبیہقی: ج ۴: ص ۱۶۸، السنن الکبری للبیہقی: ج ۱۰: ص ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۵۱، ۴۵۳، ۵۱۱، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج ۱۲: ص ۲۵۵، ج ۱۴: ص ۳۵۹، ۳۷۳**)، یہی وجہ ہے کہ یہاں سند کی ابتداء ''امام حاکم اور امام ابوالولید'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔(**السلسبیل النقي في تراجم شیوخ البیهقي: ص ۱۶۵**)،

(۲) صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ، شیخ المحدثین ہیں۔(**سیر اعلام النلاء: ج ۱۷: ص ۱۶۳، الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۹۸**)،

(۳) ابوالولید، حسان بن محمد القرشی النیسابوریؒ (م ۳۴۹ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ، فقیہ، زاہد ہیں۔(**الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۳۹۷**)،

---

(۱) الخلافیات للبیہقی کے مطبوعہ نسخہ میں ''من قام لیلة العید، إیمانا و احتسابا۔۔۔'' کے بجائے ''من قام لیلة القدر، إیمانا و احتسابا۔۔۔'' آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے، کیونکہ

- امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اس روایت کو ''التکبیر في لیلة الفطر و یوم الفطر حتی یخرج الإمام مسنون'' کے باب میں ذکر کیا ہے، (**ج ۴: ص ۹۳**)، اور باب کی مناسبت سے یہاں، روایت میں ''من قام لیلة العید'' ہی ہونا چاہئے۔

- امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے یہ روایت، امام محمد بن نصر المروزیؒ (م ۲۹۲ھ) کے حوالے سے نقل کی ہے اور امام محمد بن نصر المروزیؒ (م ۲۹۲ھ) کی کتاب میں یہ روایت، باب ''باب قیام لیلة العید'' میں، ''عن أبي أمامة رضي الله عنه: من قام لیلة العید إیمانا و احتسابا لم یمت قلبه حین تموت القلوب'' کے الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔(**مختصر قیام اللیل للمروزی: ص ۲۶۲**)،

لہذا یہاں الخلافیات کی روایت میں بھی ''من قام لیلة العید، إیمانا و احتسابا۔۔۔'' کے الفاظ راجح ہیں۔

- حضرت ابوامامہؓ سے مروی تمام طریق میں ''من قام لیلة العید۔۔۔'' کے ہی الفاظ ہیں، حتی کہ الخلافیات للبیہقی کے محقق نے اس طرف اشارہ کیا ہے، مگر ان سے مروی، کسی طرق میں ''من قام لیلة القدر۔۔۔'' کے الفاظ ہم کو نہیں ملے۔

ان وجوہات کی وجہ سے، راجح یہی ہے کہ اس روایت میں بھی ''من قام لیلة العید۔۔۔'' ہونے چاہئے۔

(۴) حافظ بلخ، امام ابوعلی، محمد بن عبداللہ البلخیؒ (م ۲۹۵ھ) ثقہ، حافظ، متقن ہیں۔ (سیر: ج ۱۳: ص ۵۹۳)،

(۵) امام محمد بن نصر المروزیؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۳۵۲)،

(۶) محمد بن عبداللہ بن قہزاذ المروزیؒ (م ۲۶۲ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۰۴۳)،

(۷) حاتم بن یوسف یقال حاتم بن العلاءؒ (م ۲۱۳ھ) ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۰۰۲)،

(۸) فقیہ، اہل مکۃ، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) سنن ابی داود اور ابن ماجہ کے راوی اور مختلف فیہ ہے۔ (**الدرایۃ: ج ۲: ص ۵۲۸**)، مگر متابع وشواہد کی صورت میں مقبول ہیں، چنانچہ حافظ ابوعبداللہ ابن البرقیؒ (م ۲۴۹ھ) نے کہا: ''**من نسب إلى الضعف في الرواية ممن يكتب حديثه**''۔ (**اکمال تہذیب الکمال: ج ۱۱: ص ۱۷۲**)،

(۹) عبدالحمید بن عمر سے مراد - طبقۃ الشیوخ کے اعتبار سے، واللہ اعلم - عبدالحمید بن عمران الکوفی المدنی معلوم ہوتے ہیں، ان سے معن بن عیسی، حماد بن خالد الخیاطؒ نے روایت لی ہے اور ان کو حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے اپنی اپنی ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۷: ص ۱۲۰، کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۲۰۴**)،

لہذا وہ صدوق ہیں۔ (دیکھئے، ص ۱۱)، ورنہ مجھے، ان کا ترجمہ نہیں ملا۔

(۱۰) خالد بن معدانؒ (م ۱۰۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۷۶۸، سیر)،

(۱۱) حضرت ابوامامہ باہلیؓ (م ۸۶ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے مسلم بن خالد اور عبدالحمید بن عمر کے، تاہم ان سے مراد صدوق راوی، عبدالحمید بن عمران الکوفی المدنیؒ ہو سکتے ہیں، علی الاقل، عبدالحمیدؒ، تک سند ثابت ہے اور یہ سند، بقی بن الولید کے ''عنعنہ'' کے اعتراض کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے، کیونکہ ان کے متابع میں فقیہ، اہل مکۃ، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) موجود ہیں، جن کی روایت کم از کم متابع میں مقبول ہیں۔

الغرض یہاں پر بقی بن الولید کے ''عنعنہ'' پر اعتراض مرجوح اور فضول ہے۔

ایک اعتراض:

- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''**بقية سيء التدليس، فإنه يروي عن الكذابين عن الثقات ثم يسقطهم من بينه وبين الثقات ويدلس عنهم! فلا يبعد أن يكون شيخه الذي أسقطه في هذا الحديث من أولئك الكذابين، فقد قال ابن القيم في هديه صلى الله عليه وسلم ليلة النحر من المناسك: "ثم نام حتى أصبح، ولم يحي تلك الليلة، ولا صح عنه في**

إحياء ليلتي العيدين شيء"۔

ثم رأيت الحديث من رواية عمر بن هارون الكذاب، والمذكور في الحديث السابق، يرويه عن ثور بن يزيد به، فلا أستبعد أن يكون هو الذي تلقاه بقية عنه ثم دلسه وأسقطه''۔(سلسلۃ احادیث الضعیفۃ: ج۲: ص۱۱)،

- اسی طرح، حافظ اکبر علی، اختر علی صاحب بھی کہتے ہیں کہ

رہا مسئلہ حدیث کے موضوع ہونے کا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ زیر بحث روایت کو عمر بن ہارون البلخی اور بقیہ بن ولید دونوں نے ثور سے روایت کیا لیکن بقیہ نے ثور سے روایت کرتے ہوئے سماع کی صراحت نہیں کی ہے اور بقیہ متروک اور کذاب راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ ائمہ کرام نے بیان کیا ہے اس وجہ سے موضع ہذا میں اس بات کی قوی امید ہے کہ بقیہ نے زیر بحث روایت عمر بن ہارون سے ہی سنی ہو، پھر ابن ہارون کو ساقط کر کے ڈائریکٹ، ثور بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کر دیا ہو،

اور اسی طرح کی بات علامہ البانی نے بھی کہی ہے۔(شفاء العینین: ص۴۶-۴۷)،

الجواب:

اولاً شیخ البانی اور محترم اکبر علی اختر علی صاحب کی بات قابل غور ہے، کیونکہ جس روایت کو بنیاد بنا کر یہ کہا جا رہا ہے کہ عمر بن ہارون البلخی نے بھی ثور سے یہی روایت نقل کی ہے، وہ الترغیب والترہیب والی روایت میں ضعیف نہیں بلکہ متروک درجے کا راوی موجود ہے چنانچہ امام اسماعیل بن محمد بن الفضل، ابو القاسم الاصبہانی الملقب بقوام السنۃؒ (م۵۳۵ھ) نے کہا:

أخبرنا محمد بن أحمد بن هارون، أنا أبو بكر بن مردويه، ثنا أحمد بن محمد بن السري الصيدلاني الكوفي، ثنا المنذر بن محمد بن المنذر، ثنا أحمد بن موسى الأسدي، ثنا عمر بن هارون البلخي، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبي أمامة الباهلي -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحيا ليلتي العيد إيمانا واحتسابا لم يمت قلبه حتى تموت القلوب۔(الترغیب والترہیب: ج۱: ص۲۴۸، حدیث نمبر ۳۷۳)،

سند کی تحقیق:

احمد بن محمد بن السری الصیدلانی الکوفی (م۳۵۲ھ) کے بارے میں، حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا:

''وكان رافضيًا، يروي في ثَلْب الصحابة المناكير، واتُّهِم بالوضع''۔(تاریخ الاسلام: ج۸: ص۴۰)،

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے لسان المیزان: ج۱: ص۶۰۹، الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی للشیخ المنصوری: ص۱۲۵۔

لہذا جب عمر بن ہارون عن ثور کی روایت ثابت ہی نہیں ہے تو شیخ البانیؒ کا اس روایت کی بنیاد پر بقیہ بن ولید کی روایت کو موضوع کہنا باطل و مردود ہے۔

دوم اگر روایت ثابت بھی ہوتی، تو تب بھی بقیہ بن ولید کی روایت کو موضوع کہنا محل نظر ہوگا، کیونکہ بقیہ بن الولید کے شیوخ میں

نہ عمر بن ہارون ہے اور نہ ہی ان سے بقیہ کی ملاقات ثابت ہے، لہذا محض ظن کی وجہ سے یہ کہہ دینا کہ ''اس بات کی قوی امید ہے کہ بقیہ نے زیر بحث روایت عمر بن ہارون سے ہی سنی ہو، پھر ابن ہارون کو ساقط کر کے ڈائریکٹ، ثور بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کر دیا ہو'' کمزور بات ہے، خاص طور سے، جب کہ عمر بن ہارون عن ثور کی روایت غیر ثابت ہے۔

سوم امام ابوعبداللہ البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ) نے عمر بن ہارون البلخی کے بارے میں توثیق مفسر کرتے ہوئے کہا کہ

''**عمر بن هارون مقارب الحديث لا أعرف له حديثا ليس له أصل - أو قال - ينفرد به، إلا هذا الحديث: كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ من لحيته من عرضها وطولها**''۔

''**الحديث: كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ من لحيته من عرضها وطولها**'' کے علاوہ عمر بن ہارون کی میں کوئی روایت ایسی نہیں جانتا جس کی اصل نہ ہو۔ (**سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۷۶۲**)،

یعنی امام البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۶ھ) کے نزدیک، اس ایک حدیث کے علاوہ، عمر بن ہارون کی باقی تمام روایات کی اصل یعنی متابعات موجود ہیں۔

لہذا جب اس ایک حدیث کے علاوہ، باقی تمام روایات میں ان کی متابعات موجود ہے، تو عمر بن ہارون کی، الترغیب والی روایت کو، ان کی وجہ سے، موضوع کہنا مرجوح ہوگا، کیونکہ کذاب راوی کی ہر روایت موضوع نہیں ہوتی، بلکہ کذاب راوی کی وہ روایت، جس کو بیان کرنے میں وہ منفرد ہو، اکیلا ہو، اس کا کوئی مطابع یا شاہد نہ ہو، تو ایسی صورت میں اس کے کذب کا احتمال غالب ہونے کی وجہ سے روایت پر موضوع کا حکم لگتا ہے۔

لیکن یہاں بقول امیر المومنین فی الحدیث امام العلل، امام البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) کے، ''**الحديث: كان النبي صلى الله عليه وسلم يأخذ من لحيته من عرضها وطولها**'' کے علاوہ عمر بن ہارون کی تمام روایات کی اصل موجود ہیں، لہذا زیر بحث الترغیب والترہیب کی روایت، اگر ثابت بھی ہوتی، تو تب بھی نہ عمر بن ہارون کی روایت کو موضوع کہنا صحیح ہوتا اور نہ ہی بقیہ بن ولید کی روایت کو۔

نیز حافظ اکبر علی اختر علی صاحب نے یہاں پر، الترغیب والترہیب کی روایت کی تحقیق کیے بغیر، محض شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تقلید'' کرتے ہوئے، بقیہ بن ولید کی روایت پر موضوع ہونے کا حکم لگا دیا۔

لہذا شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) اور حافظ اختر علی صاحب، دونوں کا بقیہ بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو موضوع کہنا باطل و مردود ہے، بلکہ علل الدارقطنی کی روایت کی وجہ سے بقیہ کے عنعنہ پر اعتراض مرجوح ہے اور ابن ماجہ کی روایت حسن درجے کی ہے، کما مر۔

چہارم راقم نے جو بات کہی کہ اکبر علی صاحب نے یہاں شیخ البانی کی ''تقلید'' کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ موصوف نے یہاں الترغیب کی روایت کی تحقیق کیے بغیر، محض شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کیا اور ان کی رائے کو قبول کیا کہ بقیہ نے یہاں پر عمر بن ہارون سے تدلیس کی ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فن حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۰ھ) کی حدیث کے میدان میں خدمات ہے مگر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ خیر القرون کے ائمہ سے افضل نہیں ہو سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ کہ اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں کہ تقلید کے لائق اگر کوئی ہے تو وہ خیر القرون کے، وہ ائمہ ہیں جن کی فقہ، ہمارے زمانے تک مدون ہو چکی ہے اور اب چونکہ ''۴'' ائمہ کے علاوہ، دیگر کی فقہ مدون و مرتب ہو کر، ہمارے زمانے میں نہیں پہنچی، اس لئے چار کے علاوہ، کسی اور امام کی ''تقلید'' نہیں ہوگی۔

لہذا اہل حدیث حضرات کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ آپ لوگ بھی تقلید کرتے ہی ہیں، خیر القرون کے ائمہ کی نہیں، تو کم سے کم اپنے علماء کی تو ضرور کرتے ہیں جس کی ایک تازہ مثال محترم حافظ اکبر علی اختر علی صاحب کا یہ عمل ہے۔

خیر! بقی بن الولید کی روایت موضوع نہیں، بلکہ علل الدارقطنی کی روایت کی وجہ سے، حسن درجہ کی ہوگی۔

مزید شواہد و متابع آگے آرہے ہیں، جن کی وجہ سے، بھی بقی بن الولید کی ''عنعنہ'' پر اعتراض فضول ثابت ہوگا۔

نوٹ:

بعض الناس نے حضرت ابوامامہؓ کی روایت کو مضطرب بھی کہا ہے، مگر اصول محدثین کے نزدیک، جب روایات میں تعارض ہو اور ترجیح ممکن نہ ہو، تو تب روایت کو مضطرب قرار دیا جاتا ہے، (**تفصیل کے لئے دیکھئے، مقدمہ ابن الصلاح: ص ۹۶، ت عتر**)، مگر یہاں حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں ترجیح ممکن ہے اور وہ یہ کہ بقی بن الولید اور جریر بن عبد الحمید کے طریق کے، علاوہ باقی تمام طرق میں ضعیف راوی موجود ہے۔

لہذا ان سب کے مقابلے میں بقی بن الولید، مسلم بن خالد الزنجی اور جریر بن عبد الحمید کے طرق کو ترجیح حاصل ہوگی، الغرض اضطراب کا دعوی بھی مردود ہے۔

دلیل نمبر ''۲'':

ابن ماجہ کی حدیث کے راوی، خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) سے یہی مضمون مقطوعاً مروی ہے، چنانچہ حافظ ابو محمد، الحسن بن محمد الخلالؒ (م ۴۳۹ھ) نے کہا:

حدثنا عمر بن أحمد بن هارون المقرئ ثنا أحمد بن الحسن الفقيه ثنا الحسن بن علي ثنا سويد بن سعيد ثنا

سلمة بن موسى الأنصاري بالشام عن أبي موسى الهلالي عن خالد بن معدان قال:

خمس ليال في السنة من واظب عليهن رجاء ثوابهن وتصديقا بوعدهن أدخله الله الجنة أول ليلة من رجب يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة النصف من شعبان يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة الفطر يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة الأضحى يقوم ليلها ويصوم نهارها وليلة عاشوراء يقوم ليلها ويصوم نهارها۔

امام خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) نے کہا:

پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں جو شخص ان کی عبادت کرے، اللہ کے وعدے کی تصدیق اور ان کے ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا: رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، عیدالفطر کی رات، عیدالاضحیٰ کی رات، اور عاشوراء کی رات۔ ان راتوں میں وہ شخص جو رات بھر قیام کرے اور دن میں روزہ رکھے، اللہ کی رحمت کا مستحق ہوگا۔ (**فضائل شہر رجب للخلال: حدیث نمبر ۱۷، ت ابو یوسف عبدالرحمٰن بن یوسف**)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو محمد، الحسن بن محمد الخلالؒ (م ۴۳۹ھ) ثقہ، امام ہیں۔ (**سیر: ج ۱۷: ص ۵۹۳**)،

(۲) عمر بن احمد بن ہارون، ابو حفص المقریؒ (م ۳۸۲ھ) ثقہ، صالح ہیں۔ (**تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۱۳۱، ت بشار**)،

(۳) احمد بن الحسن الفقیہ سے مراد، حافظ الحسن بن علی المعمریؒ (م ۲۹۵ھ) کے شاگرد، صدوق، مکثر، امام، فقیہ احمد بن سلمان بن الحسن، ابو بکر النجادؒ (م ۳۴۸ھ) ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۹۲۹، الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۹۰**)،

(۴) الحسن بن علی بن شبیب، ابو علی المعمریؒ (م ۲۹۵ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۳: ص ۷۱**)،

(۵) سوید بن سعید الہروی الحدثانیؒ (م ۲۴۰ھ) صحیح مسلم وسنن ابن ماجہ کے راوی اور قبل تغیر الحفظ، صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۶۹۰**)، حافظ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) اور حافظ ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۴ھ) نے کہا: ''**عمي في آخر عمره، فربما لقن ما ليس من حديثه فمن سمع منه، وهو بصير فحديثه هذا حسن**''۔ (**اکمال تہذیب الکمال: ج ۶: ص ۱۶۴**)،

نوٹ:

حافظ الحسن بن علی بن شبیب، ابو علی المعمریؒ (م ۲۹۵ھ) نے سوید بن سعید الہروی الحدثانیؒ (م ۲۴۰ھ) سے سماع کب کیا، اس کا علم نہیں ہو سکا، مگر حافظ ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے ''**الحسن بن علي المعمري ثنا سويد بن سعيد**'' کی سند کو ''**المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم**'' میں متابع کے طور پر ذکر کیا ہے۔ (**ج ۲: ص ۱۳۰، حدیث نمبر ۱۱۶۵**)،

(۶) سلمۃ بن موسیٰ الانصاری الدمشقیؒ (م ۲۱۷ھ) سے ایک جماعت مثلاً، سوید بن سعید الہروی الحدثانیؒ (م ۲۴۰ھ)، ہیثم

بن مروانؒ، احمد بن ابراہیم بن ہشام بن ملاسؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔(**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۲۲: ص ۱۳۲، تعجیل المنفعۃ: ج ۱: ص ۶۰۵**)،

(۷) ابوموسی الہلالیؒ سے بھی ایک جماعت مثلاً سلیمان بن مغیرۃ، ابو ہلال الراسبی، جعفر بن سلیمان الضبعی، سلمۃ بن موسی الانصاری الدمشقی وغیرہ نے روایت لی ہے۔(**تہذیب الکمال: ج ۳۴: ص ۳۳۴، ج ۵: ص ۴۵، فضائل شہر رجب للخلال: حدیث نمبر ۱۷، ت ابو یوسف عبدالرحمٰن بن یوسف**)،

اور امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(**کتاب الثقات لابن حبان: ج ۷: ص ۶۶۳**)،

اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے حافظ زین الدین العراقیؒ (م ۸۰۶ھ) سے سوال کیا: کہ

''**وسالت ایضاً: عن رجل لا یعرف حالہ الا من جھۃ توثیق ابن حبان لہ، ھل ینھض بذلک الی درجۃ من یحتج بہ؟؟**''

جس کے جواب میں حافظ زین الدین العراقیؒ (م ۸۰۶ھ) نے کہا:

''**فان کان روی عنہ اثنان فاکثر و وثقہ ابن حبان، ولم نجد لغیرہ فیہ جرحا فھو ممن یحتج بہ**''۔(**اجوبۃ الحافظ العراقی علی اسئلۃ الحافظ ابن حجر مع اجوبۃ الحافظ ابن حجر علی اسئلۃ بعض تلامذتہ: ص ۱۴۱، طبع اضواء السلف، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱**)،

اس لحاظ سے، ابوموسی الہلالیؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مشہور مصری محقق احمد شاکرؒ (م ۱۳۷۷ھ) نے کہا: ''**أبو موسى الهلالي، قال أبو حاتم: "مجهول"، ولكن ذكره ابن حبان في الثقات، وترجمه البخاري في الكنى، وهذا كاف في تعريفه وتوثيقه**''۔(**مسند الامام احمد: ج ۴: ص ۱۴۷، حدیث نمبر ۴۱۱۴، ت شاکر**)،

لہذا ابوموسی الہلالیؒ کو مجہول کہنا مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ وہ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

(۸) خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) کا تعارف گزر چکا۔(**دیکھئے، ص ۲**)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ سلمۃ بن موسی الانصاری الدمشقیؒ (م ۱۷۲ھ) مجہول الحال ہے، مگر مجہول الحال اور ''**الحسن بن علي المعمري ثنا سويد بن سعيد**'' کی سند کی روایت کو متابع میں پیش کیا جا سکتا ہے، چنانچہ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''**ومتى توبع السيء الحفظ بمعتبر، أي كأن يكون فوقه أو مثله لا دونه، وكذا المختلط الذي لم يتميز وكذا المستور والإسناد المرسل وكذا المدلس إذا لم يعرف المحذوف منه صار حديثهم حسنا، لا لذاته، بل وصفه بذلك باعتبار المجموع**''۔(**نزہۃ النظر: ج ۱: ص ۱۰۵**)،

لہذا اصول محدثین کے مطابق، مختلط اور مستور کی روایت کو متابع میں لیا جا سکتا ہے۔

اور ثابت ہوا کہ خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) کی مقطوع روایت سے بھی، بقی بن الولید کی ''عنعنہ'' پر اعتراض مرجوح ثابت ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

دلیل نمبر ''۳'':

ثبت، امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم البزار، ببغداد، حدثنا يعقوب بن يوسف القزويني، حدثنا القاسم بن الحكم العرني، حدثنا هشام بن الوليد، عن حماد بن سليمان السدوسي، شيخ لنا يكنى أبا الحسن، عن الضحاك بن مزاحم، عن عبد الله بن عباس، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

"إن الجنة لتنجد وتزين من الحول إلى الحول لدخول شهر رمضان، فإذا كانت أول ليلة من شهر رمضان هبت ريح من تحت العرش، يقال لها المثيرة تصفق ورق أشجار الجنان، وحلق المصاريع يسمع لذلك طنين لم يسمع السامعون أحسن منه، فيثبن الحور العين حتى يشرفن على شرف الجنة، فينادين: هل من خاطب إلى الله فيزوجه، ثم يقلن الحور العين: يا رضوان الجنة ما هذه الليلة؟ فيجيبهن بالتلبية ثم يقول: هذه أول ليلة من شهر رمضان فتحت أبواب الجنة على الصائمين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم، قال: ويقول الله عز وجل: يا رضوان، افتح أبواب الجنان، ويا مالك أغلق أبواب الجحيم على الصائمين من أمة محمد، ويا جبريل اهبط إلى الأرض فاصفد مردة الشياطين، وغلهم بالأغلال، ثم اقذفهم في البحار حتى لا يفسدوا على أمة محمد حبيبي صيامهم"۔

قال: "ويقول عز وجل في كل ليلة من شهر رمضان لمناديا ثلاث مرات: هل من سائل فأعطيه سؤله، هل من تائب فأتوب عليه، هل من مستغفر فأغفر له، من يقرض المليء غير المعدم، والوفي غير الظلوم"۔

قال: "ولله عز وجل في كل يوم من شهر رمضان عند الإفطار ألف ألف عتيق من النار كلهم قد استوجبوا النار، فإذا كان آخر يوم من شهر رمضان أعتق الله في ذلك اليوم بقدر ما أعتق من أول الشهر إلى آخره، وإذا كانت ليلة القدر يأمر الله عز وجل جبريل عليه السلام، فيهبط في كبكبة من الملائكة إلى الأرض ومعهم لواء أخضر، فيركز اللواء على ظهر الكعبة، وله مائة جناح منها جناحان لا ينشرهما إلا في تلك الليلة، فينشرهما في تلك الليلة فيجاوز المشرق إلى المغرب، فيبث جبريل عليه السلام الملائكة في هذه الليلة فيسلمون على كل قائم، وقاعد، ومصل وذاكر يصافحونهم، ويؤمنون على دعائهم حتى يطلع الفجر، فإذا طلع الفجر ينادي جبريل معاشر الملائكة

الرحيل الرحيل، فيقولون يا جبريل، فما صنع الله في حوائج المؤمنين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم؟ فيقول جبريل: نظر الله إليهم في هذه الليلة فعفا عنهم، وغفر لهم إلا أربعة"، فقلنا: يا رسول الله من هم؟ قال: "رجل مدمن خمر، وعاق لوالديه، وقاطع رحم، ومشاحن"، قلنا: يا رسول الله، ما المشاحن؟ قال: هو المصارم، فإذا كانت ليلة الفطر سميت تلك الليلة ليلة الجائزة، فإذا كانت غداة الفطر بعث الله الملائكة في كل بلاد فيهبطون إلى الأرض فيقومون على أفواه السكك، فينادون بصوت يسمع من خلق الله عز وجل إلا الجن والإنس فيقولون: يا أمة محمد، اخرجوا إلى رب كريم يعطي الجزيل، ويعفو عن الذنب العظيم، فإذا برزوا إلى مصلاهم، يقول الله عز وجل للملائكة: ما جزاء الأجير إذا عمل عمله؟ فتقول الملائكة: إلهنا وسيدنا جزاؤه أن توفيه أجره، قال: فيقول: فإني أشهدكم يا ملائكتي أني قد جعلت ثوابهم من صيامهم شهر رمضان وقيامه رضائي ومغفرتي، ويقول: يا عبادي، سلوني فوعزتي وجلالي لا تسألوني اليوم شيئا في جمعكم لآخرتكم إلا أعطيتكم، ولا لدنياكم إلا نظرت لكم فوعزتي لأسترن عليكم عثراتكم ما راقبتموني، فوعزتي لا أخزيكم ولا أفضحكم بين يدي أصحاب الحدود، انصرفوا مغفورا لكم قد أرضيتموني ورضيت عنكم، فتفرح الملائكة ويستبشرون بما يعطي الله عز وجل هذه الأمة إذا أفطروا من شهر رمضان"۔

ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ: اُنھوں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جنت کو رمَضان شریف کے لیے خوشبوؤں کی دُھونی دی جاتی ہے، اور شروع سال سے آخر سال تک رمَضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمَضانُ المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہَوا چلتی ہے، جس کا نام ''مُثِیرہ'' ہے، (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے دَرختوں کے پتے اور کواڑوں کے حَلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دِل آویز سُرِیلی آواز نکلتی ہے کہ سُننے والوں نے اِس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔

پس خوش نُما آنکھوں والی حُوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بَالا خانوں کے درمیان کھڑے ہوکر آواز دیتی ہیں کہ: کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے مَنگنی کرنے والا؛ تاکہ حق تعَالیٰ شَانُہٗ اُس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے دَاروغہ رِضوان سے پوچھتی ہیں کہ: یہ کیسی رات ہے؟ وہ لَبَّیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ: رمَضانُ المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد ﷺ کی اُمَّت کے لیے (آج) کھول دیے گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حق تعَالیٰ شَانُہٗ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ: جنت کے دروازے کھول دے، اور مالک (جہنَّم کے داروغہ) سے فرمادیتے ہیں کہ: احمد ﷺ کی اُمَّت کے روزے داروں پر جہنَّم کے دروازے بند کردے، اور جبرئیل ؑ کو حکم ہوتا ہے کہ: زمین پر جاؤ اور سَرکش شیاطین کو قید کرو، اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو، کہ میرے محبوب محمد ﷺ کی اُمَّت

کے روزوں کو خراب نہ کریں۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان کی ہر رات میں ایک مُنادِی کو حکم فرماتے ہیں کہ: تین مرتبہ یہ آواز دے کہ: ہے کوئی مانگنے والا جس کو مَیں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ مَیں اُس کی توبہ قبول کروں؟ کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ مَیں اُس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دَس لاکھ آدمیوں کو جہنّم سے خَلاصی مَرحَمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مُستحَق ہو چکے تھے، اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے تھے اُن کے برابر اُس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔

اور جس رات شبِ قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، اُن کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں، اور حضرت جبرئیلؑ کے سو بازُو ہیں، جن میں سے دو بازُو کو صرف اِسی رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ: جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اُس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں، اور اُن کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ: اے فرشتوں کی جماعت! اب کُوچ کرو اور چلو، فرشتے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا مُعاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے اُن پر توجُّہ فرمائی، اور چار شخصوں کے عِلاوہ سب کو مُعاف فرما دیا، صحابہؓ نے پوچھا کہ: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ: ایک وہ شخص جو شراب کا عادِی ہو، دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو قَطع رَحمی کرنے والا اور ناتا توڑنے والا ہو، چوتھا وہ شخص جو کِینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قَطع تعلُّق کرنے والا ہو۔

پھر جب عیدُ الفِطر کی رات ہوتی ہے، تو اُس کا نام (آسمانوں پر) ''لَیْلَۃُ الْجَائِزَۃِ'' (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے، اور جب عید کی صبح ہوتی ہے، تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سِروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایسی آواز سے جس کو جِنّات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت! اُس کریم رب کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قُصور کو مُعاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اُس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، تو حق

تَعَالٰی شَانُہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! مَیں تمھیں گواہ بناتا ہوں، مَیں نے اُن کو رمَضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رَضا اور مغفرت عطا کردی، اور بندوں سے خطاب فرما کر اِرشاد ہوتا ہے کہ: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزَّت کی قَسم! میرے جَلال کی قَسم! آج کے دن اِس اِجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اُس میں تمھاری مَصلَحت پر نظر کروں گا، میری عزَّت کی قَسم! جب تک تم میرا خَیال رکھو گے مَیں تمھاری لغزشوں پر سَتّاری کرتا رہوں گا (اور اُن کو چھپاتا رہوں گا)، میری عزَّت کی قَسم اور میرے جَلال کی قَسم! مَیں تمھیں مُجرِموں (اور کافروں) کے سامنے رُسوا اور فَضِیحت نہ کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کردیا اور مَیں تم سے راضی ہوگیا؛ پس فرشتے اُس اَجر وثواب کو دیکھ کر جو اِس اُمَّت کو اِفطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مَناتے ہیں اور کِھل جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ **(شعب الایمان: ج۵: ص۲۷۶-۲۷۸، حدیث نمبر ۳۴۲۱)**،

تنبیہ:

لیلۃ الجائزۃ سے عیدین کی رات میں عبادت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، شیخ الاسلام، حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء)**،

(۲) صاحب المستدرک، محمد بن عبداللہ، ابن البیع، ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ، شیخ المحدثین ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۱: ص۹۸)**،

(۳) ابوالحسین، عبدالصمد بن علی، ابوالحسین البغدادیؒ (م ۳۴۶ھ) ثقہ ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۱: ص ۵۶۵، الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص۲۲۵)**،

(۴) یعقوب بن یوسف القزوینیؒ (م ۲۷۸ھ) صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۶: ص ۶۴۲، تاریخ بغداد: ج۱۶: ص ۴۱۸)**،

(۵) القاسم بن الحکم العرنیؒ (م ۲۰۸ھ) سنن الترمذی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵)**،

(۶) ہشام بن الولید، راقم کے خیال میں تصحیف ہے اور صحیح ہاشم بن البرید ہے، جیسا کہ حافظ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) کی کتاب ''اللآلیء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة'' میں مذکور ہے، ''حدثنا القاسم بن الحكم العرني عن هاشم بن البريد أو لؤلؤ عن حماد بن أبي سليمان عن الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس''۔ **(ج۲: ص۸۷)**،

اور ہاشم بن البرید سنن ثلاثہ ماخلا الترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۲۵۲)**،

لہذا صحیح ہاشم بن البرید معلوم ہوتے ہے، واللہ اعلم

(۷) حماد بن سلیمان السدوسیؒ سے ہاشم بن البرید، داؤد بن المفضل الازدیؒ نے روایت لی ہے، **(الجرح والتعدیل: ج ۳: ص ۴۲۵)**،

ہاشم بن البرید نے حماد بن سلیمان السدوسیؒ کو ''شیخ'' قرار دیا ہے، جیسا کہ سند میں مذکور ہے، اور ''شیخ'' کہنا الفاظ تعدیل میں سے ہے۔ **(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج ۲: ص ۳۷)**،

لہذا حماد بن سلیمان السدوسی کو مجہول کہنا مرجوح ہے۔

(۸) ضحاک بن مزاحمؒ **(م بعد ۱۰۰ھ)** سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۹۷۸)**،

نوٹ:

ضحاک بن مزاحمؒ **(م بعد ۱۰۰ھ)** کا سماع، اگرچہ ابن عباسؓ سے ثابت نہیں ہے، مگر انہوں نے ابن عباسؓ کی روایات، سعید بن جبیرؒ سے حوالہ سے سنی ہے۔ **(المعرفۃ والتاریخ للفسوی: ج ۲: ص ۱۰۸)**، لہذا یہاں انقطاع کی وجہ سے، روایت کو موضوع کہنا محل نظر ہے، بلکہ غالب احتمال ہے کہ یہ روایت بھی سعید بن جبیر عن ابن عباس سے مروی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن الجوزیؒ **(م ۵۹۷ھ)** نے کہا: ''وكان عالما بالتفسير، لقي سعيد بن جبير فأخذ عنه، ولم ير ابن عباس''۔ **(المنتظم: ج ۷: ص ۱۰۰-۱۰۱)**،

(۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ **(م قبل ۶۹ھ)** مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ **(تقریب)**،

حکم:

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے حماد السدوسیؒ کے اور وہ کم از کم متابع میں مقبول ہیں، نیز ضحاک عن ابن عباس کی سند منقطع ہے، مگر یہ ضعف بھی خفیف ہے، کما مر، تعجب ہے کہ اس کی وجہ سے، بعض الناس نے اس روایت کو ''موضوع'' کہا ہے، جو کہ باطل و مردود ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حافظ زکی الدین المنذریؒ **(م ۶۵۶ھ)** نے کہا: ''وليس في إسناده من أجمع على ضعفه''۔ **(الترغیب والترہیب: ج ۲: ص ۱۰۱، ت عمارۃ)**،

نیز اس روایت کا ایک شاہد بھی موجود ہے، جس کی تفصیل **ص: ۱۷**، پر موجود ہے۔

لہذا اس شاہد کی وجہ سے بھی، بقیؒ کی ''عنعنہ'' پر اعتراض کمزور ہے۔

دلیل نمبر''۴'':

بعض روایات میں عیدالفطر کی دن کو''یوم الْجَائِزَة'' قرار دیا گیا ہے،جس سے''لیلة الْجَائِزَة''(انعام کی رات) کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) نے کہا:

حدثنا الطلحي، ثنا الحسين بن جعفر القتات، ثنا عبد الحميد بن صالح البرجمي ح

وثنا عبد الله بن محمد بن عثمان، ثنا علي بن عبد الله بن مبشر، ثنا محمد بن حرب ح

وثنا أبو عمرو بن حمدان، ثنا الحسن بن سفيان، ثنا علي بن سلمة النيسابوري، قالوا: ثنا سلم بن سالم، ثنا سعيد بن عبد الجبار، عن توبة، أو أبي توبة، شك سلم، عن سعيد بن أوس الأنصاري، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا كان غداة الفطر قعدت الملائكة على أفواه الطرق ينادون: يا معشر المسلمين، اغدوا إلى رب رحيم، يمن بالخير ويثيب عليه الجزيل، أمركم بصيام النهار فصمتم، وأطعتم ربكم، فاقبضوا جوائزكم، فإذا صلوا العيد نادى مناد من السماء أن ارجعوا إلى منازلكم راشدين، فقد غفرت لكم ذنوبكم كلها، ويسمى ذلك اليوم في السماء يوم الجائزة"، رواه عبد الرحمن بن قيس الحضرمي، عن سعيد بن عبد الجبار، ولم يذكر توبة۔

حدثناه أبو محمد بن حيان، ثنا إبراهيم بن محمد بن الحسن، ثنا خلاد بن أسلم، ثنا عبد الرحمن بن قيس الحضرمي، عن سعيد بن عبد الجبار، عن سعيد بن أوس، عن أبيه مثله۔

حضرت اوسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

عیدالفطر کی صبح ہوتی ہے،فرشتے راستوں کے کنارے پر جمع ہوکر،آواز دیتے ہیں:اے مسلمانوں کی جماعت!اپنے اُس رب کی طرف چلو جو بڑا مہربان ہے،خیر عطا کرتا ہے اوراس پر بڑا اجر دیتا ہے۔اُس نے تمہیں دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا،تم نے روزے رکھے،اوراپنے رب کی اطاعت کی۔اب آؤاوراپنے انعامات حاصل کرو۔

(آگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ) جب مسلمان عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے:اپنے گھروں کولوٹ جاؤ،تم ہدایت پا چکے ہو،تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔اورآسمان میں اس دن کو'یوم الجائزة'(انعام کا دن) کہا جاتا ہے۔(**معرفة الصحابة لابی نعیم: ج۱:ص۳۱۱-۳۱۲**)،

اسی طرح،امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا أبو كريب، ثنا مسلم بن سالم، ثنا سعيد بن عبد الجبار، عن توبة، عن سعيد بن أوس الأنصاري، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كان غداة الفطر، وقفت الملائكة في أفواه الطرق، فنادوا: يا معشر المسلمين اغدوا إلى رب رحيم يمن بالخير، ويثيب عليه الجزيل، أمرتم بصيام النهار

فصمتم، وأطعتم ربكم، فاقبضوا جوائزكم، فإذا صلوا العيد نادى مناد من السماء: ارجعوا إلى منازلكم راشدين، قد غفرت ذنوبكم كلها، ويسمى ذلك اليوم في السماء يوم الجائزة۔

حضرت اوسؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عیدالفطر کی صبح ہوتی ہے، تو فرشتے راستوں کے کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں: اے مسلمانوں! اپنے پروردگار کی طرف چلو، جو بڑا مہربان ہے، خیر عطا کرتا ہے اور اس پر بڑا اجر دیتا ہے۔ تمہیں دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے، اور اپنے رب کی اطاعت کی۔ اب اپنی جزائیں لے لو۔

جب وہ (مسلمان) عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے: اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم راہِ راست پر آچکے ہو، تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔ اور آسمان پر اس دن کو 'یوم الجائزۃ' (انعام کا دن) کہا جاتا ہے۔ (**المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱: ص۲۲۶، حدیث نمبر ۶۱۸، نیز دیکھئے جامع المسانید لابن کثیر: ج۱: ص۳۴۰، حدیث نمبر ۵۸۳**)،

اسانید کی تحقیق:

(۱) ابونعیم، احمد بن عبداللہ الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۶۵**)،

(۲) امام ابوالقاسم، سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص۳۶**)، اور ان کے متابع میں ثقہ، حافظ ابوشیخ الاصبہانیؒ (م ۳۶۵ھ)، ثقہ، حافظ محمد بن احمد بن حمدان، ابوعمرو النیسابوری الحیریؒ (م ۳۷۶ھ)، ثقہ، حافظ عبداللہ بن محمد بن عثمان، ابومحمد الواسطیؒ (م ۳۷۳ھ)، ثقہ راوی عبداللہ بن یحیی بن معاویہ الطلحیؒ (م ۳۶۰ھ) موجود ہیں۔ (**بلوغ الامانی بتراجم شیوخ ابی الشیخ الاصبہانی: ص۴۲، الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج۲: ص۸۳۷، تاریخ الاسلام: ج۸: ص۳۹۰، الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص۲۶۲**)،

(۳) محمد بن عبداللہ بن سلیمان، ابوجعفر الحضرمیؒ (م ۲۹۸ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی: ص۵۷۹**)، اور ان کے متابع میں ثقہ، حافظ ابراہیم بن محمد بن الحسن الاصبہانیؒ (م ۳۰۲ھ)، ثبت، حافظ الحسن بن سفیان النسویؒ (م ۳۰۳ھ)، ثقہ، محدث علی بن عبداللہ بن مبشر، ابوالحسن الواسطیؒ (م ۳۲۴ھ)، صدوق راوی، الحسین بن جعفر بن محمد، ابوعلی القتات الکوفیؒ (م ۲۹۱ھ) موجود ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۴۷، سیر: ج۱۴: ص۱۵۷، الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص۲۹۳، ارشاد القاصی والدانی: ص۲۸۴**)،

(۴) ابوکریب، محمد بن العلاء الکوفیؒ (م ۲۴۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۲۰۴**)، اور ان کے متابع میں ثقہ، راوی خلاد بن اسلم الصفارؒ (م ۲۴۹ھ)، ثقہ، شیخ علی بن سلمۃ بن عقبۃ اللبقیؒ (م ۲۵۲ھ)، ثقہ، امام محمد بن حرب بن خربان، ابوعبداللہ الواسطیؒ (م ۲۵۵ھ) اور ثقہ راوی، عبدالحمید بن صالح بن عجلان البرجمیؒ (م ۲۳۰ھ) موجود ہیں۔ (**تقریب: رقم**

۱۷۶۰، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۷۳۹، ۵۸۰۴، ۷۶۶۳)،

(۵) إمام مسجد بني حرام و مؤذنهم بالبصرة مسلم بن سالم یا مسلمۃ بن سالم الجہنی البصریؒ سے ائمہ حدیث وحفاظِ عظام کی ایک جماعت نے روایت لی ہے، اور حافظؒ نے ان کو ضعیف کہا ہے، (تقریب) مگر وہ متابع میں مقبول ہیں۔ (دیکھئے ص ۲۹)، اور یہاں ان کے متابع میں سلم بن سالم، ابو محمد البلخی الزاہدؒ (م ۱۹۴ھ) موجود ہے، جن کے بارے میں

- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''ولسلم بن سالم أحاديث إفرادات وغرائب وأنكر ما رأيت له ما ذكرته من هذه الأحاديث وبعضها لعل البلاء فيه من غيره وأرجو أن يحتمل حديثه''۔ (الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۳۴۹)،
- حافظ ابو الحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''لا بأس به كان يرى الإرجاء''۔ (لسان المیزان: ج ۴: ص ۱۰۸)،
- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''ليس بذاك في الحديث، كأنه ضعفه''۔ (الکامل: ج ۴: ص ۳۴۸)،
* ایک اور روایت میں کہا: ''رأيته أتى أبا معاوية، وكان صديقًا له، وكان عبدًا صالحًا، ولم أكتب عنه، كان لا يحفظ، ويخطئ''۔ (تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۱۲۰)،
- حافظ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا: ''وكان سلم مذكورا بالعبادة والزهد، خشن الطريقة، وكان يذهب إلى الإرجاء''۔ (تاریخ بغداد: ج ۹: ص ۱۴۲)،

لہذا ان اقوال کی وجہ سے، سلم بن سالم البلخیؒ (م ۱۹۴ھ) کی روایات متابع میں قابل ذکر ہوگی، اور اس متابع کی وجہ سے، إمام مسجد بني حرام و مؤذنهم بالبصرة مسلم بن سالم یا مسلمۃ بن سالم الجہنی البصریؒ پر اعتراض فضول ہے۔

نیز مسلم بن سالم یا مسلمۃ بن سالم الجہنی البصریؒ کے متابع میں عبد الرحمٰن بن قیس الحضرمیؒ بھی موجود ہے، مگر ان کا ترجمہ نہیں مل سکا، خلاصہ یہ کہ متابعات کی وجہ سے، یہاں مسلم بن سالم الجہنی البصریؒ صدوق ہیں، واللہ اعلم۔

(۶) ابو عثمان، سعید بن ابی سعید عبد الجبار الزبیدی الشامی الحمصیؒ (م قبل ۱۹۰ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور ضعیف، كان جرير يكذبه [۱] ہے۔ (تقریب: رقم ۲۳۴۳)، مگر حافظ الولید بن مسلم الدمشقی الشامیؒ (م ۱۹۵ھ) نے کہا: ''حدثني سعيد بن أبي

---

(۱) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے اس جرح کو رد کیا اور ان کے ضعیف ہونے کو راجح قرار دیا ہے، چنانچہ انہوں نے کہا:

''قال قتيبة: رأيته بالبصرة، وكان جرير يكذبه، وقال النسائي، وغيره: ضعيف''۔ (تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۸۵۷)، یعنی جریر کی جرح نقل کرنے کے بعد، امام نسائی سے ان کی تضعیف نقل کرنا، اس پر دال ہے کہ ذہبیؒ کے نزدیک، سعید کا کذاب ہونا مرجوح ہے، واللہ اعلم۔

نیز خود جریرؒ سے کذاب کی جرح نقل کرنے والے راوی، حافظ قتیبۃ بن سعیدؒ (م ۲۴۰ھ) نے سعید بن عبد الجبارؒ سے روایت لی ہے، (الشریعۃ للآجری: ج ۱: ص ۲۶۸، المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱۹: ص ۳۰۷، وغیرہ)، جو کہ ان پر موجود کذب کی جرح کو کمزور و مرجوح ثابت کر دیتا ہے، لہذا ان کو کذاب کہنا مرجوح و باطل ہے اور راجح یہی ہے کہ وہ ضعیف ہے اور شواہد و متابع میں ان کی روایت لی جا سکتی ہے، واللہ اعلم۔

سعید الزبیدي الحمصي و کان ثقة یحدثنا عنه''۔(المتفق والمفترق للخطیب: ج۱: ص۴۵۱)، اسی طرح، حافظ ابن حبان البستیؒ (م۳۵۴ھ) نے بھی ان کو''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(کتاب الثقات لابن حبان: ج۶: ص۳۶۵)،

حافظ ابن عدی الجرجانیؒ (م۳۶۵ھ) نے کہا:''و له غیر ما ذکرت من الحدیث قلیل، و عامة حدیثه الذي یرویه عَنِ الضعفاء و غیره مما لا یتابع علیه''۔(الکامل لابن عدی بحوالہ تہذیب الکمال: ج۱۲: ص۵۲۳)، یعنی جب متابع مل جائے، تو ان کی روایت کو لیا جا سکتا ہے۔

لہذا ان اقوال کی وجہ سے، سعید کی روایت متابع کی صورت میں لی جا سکتی ہے، واللہ اعلم۔

(۷) توبۃ سے مراد، توبۃ العنبری ہے، (المجالس العشرة الأمالي للحسن الخلال: ص۵۵، حدیث نمبر ۵۴) اور توبۃ العنبری، ابوالمورع البصریؒ (م۱۳۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۸۰۸)،

(۸) سعید بن اوسؒ سے توبۃ العنبری، ابوالمورع البصریؒ (م۱۳۱ھ)، سعید بن ابی ہلالؒ (م بعد ۱۳۰ھ) نے روایت لی ہے، اور ان کو حافظ ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م۸۷۹ھ) نے''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(کتاب الثقات لابن حبان: ج۶: ص۳۵۶، کتاب الثقات للقاسم: ج۴: ص۴۶۳)،

لہذا اصول کی وجہ سے، سعید بن اوس الانصاریؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں۔(تفصیل کے لئے دیکھئے ص: ۸، مجلہ الاجماع: ش۱۶: ص۳۱)،

(۹) ابوسعید، اوس بن سعید الانصاریؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔(معرفة الصحابة لابی نعیم: ج۱: ص۳۱۱، اسد الغابة لابن الأثیر: ج۱: ص۱۷۱، طبع دار الفکر)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ سعید بن عبد الجبار ضعیف ہے، مگر وہ متابع و شواہد کی صورت میں قابل ذکر ہے، نیز ماقبل روایات اور اگلی روایت سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

دلیل نمبر''۵'':

اسی طرح، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م۴۳۰ھ) نے کہا:

حدثنا أبو أحمد، محمد بن أحمد الغطریفي، ثنا محمد بن طاهر بن أبي الدمیك، ثنا سلیمان بن الفضل الزهري، ثنا مروان بن معاویة، عن عبد الرحمن بن أبي شمیلة الأنصاري، عن سلمة بن عبید الله الأنصاري، عن أبیه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه و سلم:

إذا كان يوم الفطر وقفت الملائكة في أفواه الطرق، فينادون: يا معشر المسلمين، اغدوا إلى رب رحيم، يمن بالخير ويثيب عليه الجزيل، أمركم بصيام النهار، فصمتم وأطعتم ربكم، فاقبضوا جوائزكم، فإذا صلوا العيد نادى مناد من السماء: ارجعوا إلى منازلكم راشدين، فقد غفر الله لكم ذنوبكم، ويسمى ذلك اليوم يوم الجائزة۔

حضرت ابوسلمۃ، عبیداللہ بن محصن الانصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عیدالفطر کا دن آتا ہے، تو فرشتے راستوں کے کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پکارتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت! اپنے رب کی طرف چلو، جو بڑا مہربان ہے، جو خیر عطا کرتا ہے اور اس پر بڑا اجر دیتا ہے۔ اُس نے تمہیں دن کے وقت روزے رکھنے کا حکم دیا، تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت کی۔ اب آؤ اور اپنے انعامات حاصل کرو۔

جب مسلمان عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے: اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم ہدایت پا چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔ اور اس دن کو 'یوم الجائزۃ' (انعام کا دن) کہا جاتا ہے۔ (**معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج۴: ص۱۸۷۴-۱۸۷۵**)،

سند کی تحقیق:

(۱) ابونعیم، احمد بن عبداللہ الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۶۵**)،

(۲) ابواحمد، محمد بن احمد بن الحسین الغطریفیؒ (م ۳۷۷ھ) ثقہ، حافظ، متقن ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۴۴۳، تذکرۃ الحفاظ: ج۳: ص۱۲۰**)،

(۳) محمد بن طاہر، ابوالعباس بن ابی دمیکؒ (م ۳۰۵ھ) ثقہ راوی ہیں۔ (**ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص۵۶۳**)،

(۴) سلیمان بن الفضل کے بارے میں حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کہتے ہیں کہ ''لیس بمستقیم الحدیث''۔ (**لسان المیزان: ج۴: ص۱۶۷**)،

(۵) مروان بن معاویہ الفزاریؒ (م ۱۹۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۵۷۵**)،

(۶) عبدالرحمٰن بن ابی شمیلۃ الانصاریؒ سنن الترمذی وابن ماجہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

- ثقہ، ثبت، حافظ حماد بن زید البصریؒ (م ۱۷۹ھ) نے ان سے روایت لی ہے، (**تہذیب الکمال: ج۱۷: ص۱۷۵**)، اور حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت لیتے تھے۔ (**دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للشیخ ابی عمرو الوصابی: ص۲۳۲**)،

ثابت ہوا کہ امام حماد بن زید البصریؒ (م ۱۷۹ھ) کے نزدیک، عبدالرحمٰن بن ابی شمیلۃ الانصاریؒ ثقہ ہیں۔

- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''مشهور''، (تہذیب الکمال: ج ۱۷: ص ۱۷۵)، اور کوئی جرح نہیں کی، بلکہ سکوت اختیار کیا ہے۔

* اور ابن معینؒ کے شاگرد، حافظ عبداللہ بن احمد، ابوالعباس الدورقیؒ (م ۲۷۶ھ) نے صراحت کی ہے:

''كل من سكت عنه يحيى ابن معين فهو عنده ثقة''

کہ جس راوی کے سلسلے میں، ابن معینؒ سکوت اختیار کرے، تو وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ (الکامل لابن عدی: ج ۱: ص ۲۱۸)،

اس لحاظ سے، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کے نزدیک، عبدالرحمٰن بن ابی شمیلۃ الانصاریؒ ثقہ ہیں۔

- نیز حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے بھی کہا: ''مشهور برواية حماد بن زيد عنه''۔ (تہذیب الکمال: ج ۱۷: ص ۱۷۵)،

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے اور ان سے ''۲'' راوی یعنی حافظ مروان بن معاویہ الفزاریؒ (م ۱۹۳ھ) اور حافظ حماد بن زید البصریؒ (م ۱۷۹ھ) نے روایت لی ہے، (تہذیب الکمال: ج ۱۷: ص ۱۷۵)،

نیز ان پر کوئی جرح بھی نہیں ملی، تو حافظ زین الدین العراقیؒ (م ۸۰۶ھ) کے مذہب کے مطابق، ایسا راوی، صدوق، حسن الحدیث ہوتا ہے۔ (دیکھئے ص: ۸، مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱)،

- غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ نورالدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۷۱۶۴، نیز دیکھئے مسند الامام احمد: حدیث نمبر ۲۳۸۴۷، ۲۲۴۶۲، المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۶: ص ۲۰، حدیث نمبر ۵۳۷۷)،

لہذا راجح یہی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی شمیلۃ الانصاریؒ - کم از کم - صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

(۷) سلمۃ بن عبداللہ یا عبیداللہ بن محصن الانصاری المدنیؒ سنن الترمذی وابن ماجہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں، چنانچہ

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ۶: ص ۳۹۸)، اور ان پر کوئی جرح نہیں ملی۔

- اور مشہور حافظ الحدیث، امام ابن عبدالہادی الحنبلی المعروف بابن مبردؒ (م ۹۰۹ھ) نے کہا:

''أن ابن حبان إذا أدرج أحداً في كتاب الثقات ولم يجرح فيه أحد فهو ثقة''۔ (العرف الشذی: ج ۱: ص ۴۳۲، معارف السنن للبنوری: ج ۴: ص ۲۰۹)،

یعنی سلمۃؒ، حافظ ابن حبانؒ اور حافظ ابن عبدالہادی الحنبلی المعروف بابن مبردؒ (م ۹۰۹ھ)، دونوں کے نزدیک، ثقہ ہیں،

واللہ اعلم۔

- اسی طرح، امام ابوعیسی الترمذیؒ (م۲۷۹ھ) نے ان کی غریب حدیث کے بارے میں کہا: ''**هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث مروان بن معاوية**''۔ (**سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۳۴۶**)،

یعنی امام ترمذیؒ (م۲۷۹ھ) کے نزدیک، سلمہؒ حسن الحدیث ہیں۔

- اور حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے ان کی تائید کی ہے، چنانچہ انہوں نے ''الکاشف'' میں موجود، سلمہؒ کے ترجمہ میں کہا: ''**حسن الترمذي له**''۔ (**الکاشف: رقم ۲۰۳۸**)،

یعنی حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) کے نزدیک، بھی سلمۃ بن عبیداللہ بن محصنؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں، کیونکہ کسی غریب حدیث کی تصحیح و تحسین، اس حدیث کے ہر ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔ (**دیکھئے، ص ۳۳**)،

- حافظ عبدالحق الاشبیلیؒ (م۵۸۱ھ) نے بھی اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے۔ (**الاحکام الوسطی: ج ۴: ص ۲۸۳**)،

- نیز مشہور محدث، شیخ حسین سلیم اسد الدارانیؒ (م ۱۴۴۳ھ) نے بھی ان کو ''حسن الحدیث'' تسلیم کیا ہے۔ (**موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان: ج ۸: ص ۱۷۹، ت الدارانی**)،

لہذا سلمۃ بن عبداللہ یا عبیداللہ بن محصن الانصاری المدنیؒ بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں، واللہ اعلم۔

(۸) سلمہؒ کے والدِ محترم، حضرت ابوسلمۃ، عبداللہ یا عبیداللہ بن محصن الانصاری المدنیؓ، صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۳۵۷۴**، نیز دیکھئے تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۳۹۰)،

حکم:

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے سلیمان بن الفضل کے اور وہ ضعیف ہے، لہذا اس روایت سے بھی، بقی بن الولیدؒ وغیرہ حضرات کی تائید ہوتی ہے۔

لہذا بقی بن الولیدؒ کی ''عنعنہ'' پر اعتراض مرجوح ہے، واللہ اعلم۔

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عیدین کی رات میں عبادت کرنا، مقبول احادیث سے ثابت ہیں، لہذا اس کی فضیلت کا انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔

مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کا سماع،
حضرت ابوامامہؓ (م ۸۶ھ) سے ثابت ہے۔

مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) کا، حضرت ابوامامہؓ (م ۸۶ھ) کے سماع کے سلسلے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ایک جماعت مثلاً ابن معینؒ (م ۲۳۳ھ)، ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ)، ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ)، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) وغیرہ کے نزدیک، مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) کا سماع، حضرت ابوامامہؓ (م ۸۶ھ) سے ثابت نہیں ہے، مگر ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک، ان کا سماع، ابوامامہؓ سے ثابت ہے۔چنانچہ

- حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے کہا: ''وقد روى عن أبي أمامة، وليس ببعيد أن يكون سمع منه لتأخر موت أبي أمامة'' ۔(مسند البزار بحوالہ **اکمال تہذیب الکمال: ج۱۱: ص ۳۵۰-۳۵۱**)

- مشہور ثقہ، ثبت، حافظ صالح بن محمد البغدادی جزرہؒ (م ۲۹۳ھ) نے کہا: ''وسمع من أنس وأبي أمامة وواثلة''۔(**تاریخ ابن عساکر: ج۶۰: ص۲۰۹**)

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے کہا: ''يروي عَن أنس بن مَالك وَابْن عمر وواثلة وَأبي أُمَامَة''۔(**کتاب الثقات لابن حبان: ج۵: ص۴۴۷**)

* اور اپنی صحیح میں ''مكحول عن أبي أمامة'' کی سند سے روایت ذکر کی ہے۔(**صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۳۱۵۶**)

- حافظ ابوسعید، ابن یونس المصریؒ (م ۳۴۷ھ) کہتے ہیں کہ ''رأى أبا أمامة الباهلي، وأنس بن مالك''۔(**تاریخ ابن یونس المصری: ج۲: ص۲۳۶**)

- حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے کہا: ''روى عن أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع وأبي أمامة''۔(**تاریخ دمشق لابن عساکر: ج۶۰: ص۱۹۷**)

اور یہاں ''روی''، سماع کے معنی میں ہے، کیونکہ محمد بن راشد المکحولیؒ (م بعد ۱۶۰ھ) کے قول ''ما أدرك مكحول من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وعليهم أحدا'' کے جواب میں حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) کہتے ہیں کہ ''وهذا ليس بصحيح فقد أدرك من ذكرنا قبل''۔(**ج۶۰: ص۲۱۰**)

- حافظ جمال الدین، ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) کہتے ہیں کہ ''ورأى أنس بن مالك، وواثلة بن الأسقع، وأبا أمامة، وعنبسة بن أبي سفيان''۔(**المنتظم لابن الجوزی: ج۷: ص۱۷۲**)

- صاحب الکمال فی اسماء الرجال، ثقہ، حافظ عبدالغنی المقدسیؒ (م ۶۰۰ھ) فرماتے ہیں کہ

''سمع أنس بن مالك، وأبا هند الداری، وواثلة بن الأسقع، وأبا أمامة''۔(الکمال فی اسماء الرجال: ج۹: ص۱۵)

- مشہور امام، فقیہ، حافظ ابوزکریا یحیی بن شرف النوویؒ (م ۶۷۶ھ) کہتے ہیں کہ ''سمع أنس بن مالك، وأبا هند الداری، وواثلة بن الأسقع، وأبا أمامة''۔(تہذیب الاسماء اللغات: ج۲: ص۱۱۳)

- حافظ جمال الدین المزیؒ (م ۷۴۲ھ) نے کہا:

''روی عن: النبي صلى الله عليه وسلم (د) مرسلا، وعن أبي بن كعب (ق) ولم يدركه، وعن أنس بن مالك (دق)، وثوبان (س)، مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم - يقال: مرسل، وجبير بن نفير الحضرمي (عخ د ت ق)، وجنادة بن أبي أمية، والحارث بن الحارث الأشعري، وخالد بن اللجلاج، وزياد بن جارية التميمي (د ق)، وسعيد بن المسيب، وسليمان بن يسار (م س)، وشرحبيل بن السمط (م س)، وأبي أمامة صدي بن عجلان الباهلي (ق)، والضحاك بن عبد الرحمن بن عرزب (قد)، وطاووس بن كيسان (س)، وأبي سعد عامر بن مسعود الزرقي، وعبادة بن الصامت (د) مرسل''۔(تہذیب الکمال: ج۲۸: ص۴۶۵)

حافظ جمال الدین المزیؒ (م ۷۴۲ھ) کے منہج سے عیاں ہے کہ ان کے نزدیک بھی مکحول کا سماع، ابوامامہؓ سے ثابت ہے۔

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا:

''وأرسل عن عدة من الصحابة لم يدركهم؛ كأبي بن كعب، وثوبان، وعبادة بن الصامت، وأبي هريرة، وأبي ثعلبة الخشني، وأبي جندل بن سهيل، وأبي هند الداري، وأم أيمن، وعائشة، وجماعة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وحدث عن: واثلة بن الأسقع، وأبي أمامة الباهلي، وأنس بن مالك، ومحمود بن الربيع''۔(سیر اعلام النبلاء: ج۵: ص۱۵۶)

غور فرمائیں! ذہبیؒ کی عبارت ''حدث عن۔۔۔'' سے ''ارسل عن۔۔۔'' کا احتمال ختم ہوگیا ہے۔[۱]

* یہی وجہ ہے کہ ''العبر'' میں حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) خود فرماتے ہیں کہ

''أرسل عن طائفة من الصحابة، وسمع من واثِلَة بن الأسقع، وأَنس، وأبي أمامة الباهلي، وخلق''۔(ج۱: ص۱۰۷)

- حافظ ابن عبدالہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) بھی نے کہا:

''يرسل كثيرا، ويدلس عن أبي بن كعب، وعبادة بن الصامت، وعائشة، والكبار وروى عن: أبي أمامة، وواثلة، وأنس، ومحمود بن الربيع، وعبد الرحمن بن غنم، وأبي إدريس الخولاني، وأبي سلام ممطور، وخلق''۔(طبقات علماء

---

(۱) نوٹ:

یہی منہج، حافظ ابن عبدالہادیؒ (م ۷۴۴ھ)، حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے بھی اختیار کیا ہے، کما سیأتی۔

الحدیث:ج۱:ص۱۷۹-۱۸۰)

- چنانچہ حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

''روی عن: أنس، وثوبان، وسعید بن المسیب، وأبي أمامة، وکریب، ومحمود بن الربیع، ومسروق، وواثلة بن الأسقع، وأبي سلمة بن عبد الرحمن، وجماعة من الصحابة مرسل''۔(التکمیل فی الجرح والتعدیل ومعرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل:ج۱:ص۱۷۱)

- اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) کا ارشاد ہے کہ

''وعن أبي بن کعب وثوبان وعبادة بن الصامت وأبي هريرة وعائشة وأم أيمن وأبي ثعلبة الخشني مرسلا أيضا وعن أنس وواثلة بن الأسقع وأبي أمامة''۔(تہذیب التہذیب:ج۱۰:ص۲۹۰)

لہذا ان حضرات کے نزدیک بھی مکحول کا سماع، ابوامامہؓ سے ثابت ہے۔

- محدث بدرالدین العینیؒ (م۸۵۵ھ) نے کہا:

''روی عن النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - مرسلاً، وعن أُبی بن کعب، ولم یدرکه، وعن أنس بن مالك، وثوبان مولی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -، یقال: مرسل، وجبیر بن نفیر الحضرمی، وسعید بن المسیب، وشرحبیل بن السمط، وأبی أمامة صدی بن عجلان الباهلی، وطاووس بن کسیان، وعبادة بن الصامت مرسل''۔(مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار:ج۳:ص۷۶)

- حافظ صفی الدین الخزرجیؒ (م بعد ۹۲۳ھ) نے کہا:''مکحول الدمشقي عن کثیر من الصحابة مرسلا قال النسائي لم یسمع من عنبسة بن أبي سفیان روی عن واثلة وأنس وخلق''۔(خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال:ص۳۸۶)

- حافظ ابن العماد الحنبلیؒ (م۱۰۸۹ھ) نے کہا:''وسمع من واثلة بن الأسقع، وأنس، وأبي أمامة الباهلي''۔(شذرات الذہب لابن العماد:ج۲:ص۶۷)

نیز روایات میں بھی مکحولؒ (م۱۱۹ھ) نے، ابوامامہؓ (م۸۶ھ) سے سماع کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ

<u>روایت نمبر۱:</u>

ثقہ، حافظ ابوزرعۃ الدمشقیؒ (م۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن المبارك الصوري قال: حدثنا الهيثم بن حميد عن حفص بن غيلان - وكان ثقة - عن مكحول قال: دخلت أنا وابن أبي زكريا وسليمان بن حبيب على أبي أمامة بحمص، فسلمنا عليه۔(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی:ص۲۳۸-۲۳۹، ۳۲۷، والفظ لہ)

<u>حکم:</u>

اس سند کے تمام بھی روات ثقہ یا صدوق ہیں۔مگر امام ابوحاتم الرازیؒ (م۲۷۷ھ) کہتے ہیں کہ

''هذا حديث خطأ، مكحول لم يرى أبا أمامة''۔(علل الحدیث لابن ابی حاتم: ج۳:ص۴۰۳)،

مگر اس کے روات ثقہ ہیں، امام سلیمان بن حبیب المارِبی کے طریق سے بھی یہ ثابت ہے، چنانچہ

روایت نمبر ۲:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م۴۶۳ھ) نے کہا:

''كتب إلي عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي وحدثني عبد العزيز بن أبي طاهر عنه قال أخبرنا علي بن يعقوب بن إبراهيم بن أبي العقب حدثنا أبو زرعة عبد الرحمن بن عمرو وحدثنا يحيى بن صالح الوحاظي حدثنا يزيد بن زياد القرشي حدثنا سليمان بن حبيب المحاربي قال دخلت مسجد حمص فإذا مكحول وابن أبي زكريا جالسين فجلست إليهما فقال مكحول لو قمنا إلى أبي أمامة صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فأدينا من حقه وسمعنا منه قال فقمنا جميعا حتى أتيناه فإذا رجل منطقه أجلد من منظره فسلمنا عليه جميعا فرد علينا السلام،

ثم قال إن دخولكم علي رحمة لكم ومحجة عليكم وإني لم أر رسول الله صلى الله عليه وسلم أشد خوفا على هذه الأمة من الكذب والعصبية ألا وإنه أمرنا أن نحذركم ونبلغكم ذلك عنه وقد فعلنا فأبلغوا عنا كما بلغنا كم''۔(المتفق والمفترق للخطیب: ج۳:ص۲۰۹۹-۲۱۰۰)

اور حافظ ابوزرعۃ الدمشقیؒ (م۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني يحيى بن صالح قال: حدثنا يزيد بن زياد عن سليمان بن حبيب قال: دخلت أنا ومكحول، وابن أبي زكريا على أبي أمامة. قال: فدخلنا على من منطقه أجلد من منظره، فقال مكحول: لقد دخلنا على شيخ مجتمع العقل۔(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی:ص۲۳۸-۲۳۹)،

حکم:

اس سند میں یزید بن زیاد القرشی متروک ہے۔(تقریب: رقم۷۷۱۶) مگر ان کے ''۲،۲'' ثقہ متابع موجود ہیں۔

روایت نمبر ۳:

امام ہشام بن عمارؒ (م۲۴۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا صدقة حدثنا عثمان بن أبي العاتكة حدثني سليمان بن حبيب المحاربي قال نزلنا حمص قافلين من الروم فإذا بعبد الله بن أبي زكريا ومكحول فانطلقنا إلى أبي أمامة فإذا هو شيخ هرم۔(العلو للعلی الغفار:ص۱۱۶)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

روایت نمبر ۴:

اور امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا بكر بن سهل الدمياطي، حدثنا عبد الله بن يوسف، حدثنا كلثوم بن زياد، عن سليمان بن حبيب المحاربي قال: خرجت غازيا، فلما مررت بحمص، خرجت إلى السوق لأشتري ما لا غنى للمسافر عنه، فلما نظرت إلى باب المسجد، قلت: لو أني دخلت فركعت ركعتين، فلما دخلت نظرت إلى ثابت بن معبد، وابن أبي زكريا، ومكحول في نفر من أهل دمشق، فلما رأيتهم أتيتهم فجلست إليهم، فتحدثوا شيئا، ثم قالوا: إنا نريد أبا أمامة الباهلي، فقاموا وقمت معهم، فدخلنا عليه، فإذا شيخ قد رق وكبر، وإذا عقله ومنطقة أفضل مما نرى من منظره، وكان أول ما حدثنا أن قال۔۔۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج۸: ص۱۰۰، حدیث نمبر ۷۴۹۳)۔

حکم:

اس کی سند حسن ہے، انشاء اللہ۔

روایت نمبر ۵:

ایک اور روایت میں امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا عثمان بن خالد بن عمرو الحمصي، ثنا عبد الله بن عبد الجبار الخبائري، ثنا سعيد بن عمارة، حدثني هشام بن الغاز، حدثني مكحول أنهم دخلوا على أبي أمامة، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من خرج في سبيل الله فهو ضامن على الله إن توفاه أدخله الجنة، وإن رده رده بما نال من أجر وغنيمة. (المعجم الکبیر للطبرانی: ج۸: ص۱۲۷، حدیث نمبر ۷۵۷۹)

اس روایت میں موجود لفظ ''أنهم دخلوا'' کی توضیح ماقبل کی روایتوں سے ہوجاتی ہے۔ لہذا یہ روایت بھی ماقبل کی روایتوں کے لئے موئید ہے،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، سوائے محمد بن عمارۃ کے، وہ ضعیف ہے۔ (تقریب: رقم ۲۳۶۷)

خلاصہ یہ کہ امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) کی رائے درست نہیں۔ [ع]

مسلم بن سالم الجہنی کی روایات، متابعات وشواہد میں مقبول ہیں۔

مسلم بن سالم یا مسلمۃ بن سالم الجہنی البصریؒ سے ائمہ حدیث وحفاظِ عظام کی ایک جماعت نے روایت لی ہے، چنانچہ آپ ؒ سے،

- ثقہ، ثبت، حافظ محمد بن المثنی، ابوموسی البصریؒ (م ۲۵۲ھ)،
- ثقہ، محمد بن سعید بن الولیدؒ (م ۲۳۰ھ)،
- ثقہ راوی، عاصم بن مہجعؒ۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج۸: ص۲۶۹-۲۷۰)،
- ثقہ، محدث عبدالجبار بن العلاء المکیؒ (م ۲۴۷ھ)۔ (اخبار مکۃ للفاکہی: ج۱: ص۳۳۷)،
- ثبت، حافظ ابوکریب، محمد بن العلاء الکوفیؒ (م ۲۴۸ھ)۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱: ص۲۲۶، حدیث نمبر ۶۱۸)،
- سعدان بن نصرؒ (م ۲۶۵ھ)، (موجبات الجنۃ لابن الفاخر: ص۱۴۸، حدیث نمبر ۲۰۵)،
- جبارۃ بن المغلسؒ (م ۲۴۱ھ)، (الغرائب الملتقطۃ من مسند الفردوس)،
- مسلم بن حاتم الانصاریؒ،
- عبداللہ بن محمد، ابومحمد العبادانی البصریؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج۱۰: ص۱۳۱)،

اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ (تقریب: رقم ۶۶۲۸)، <u>مگر وہ متابع میں مقبول ہیں،</u>

<u>تفصیل درج ذیل ہے:</u>

(۱) حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے، چنانچہ حافظ نورالدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے کہا: ''ضعفه أبو داود، وذكره ابن حبان في الثقات''۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۹۴۴)،

(۲) حافظ ابوعلی، سعید بن عثمان بن سعید بن السکن المصریؒ (م ۳۵۳ھ) نے ان کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''لكن صححه من حديث ابن عمر أبو علي بن السكن في إيراده إياه في أثناء السنن الصحاح له''۔ (التلخیص الحبیر: ج۲: ص۵۰۹)،

(۳) حافظ زین الدین العراقیؒ (م ۸۰۶ھ) نے، حافظ ابوعلی، ابن السکن المصریؒ (م ۳۵۳ھ) کی تائید کی ہے۔ (المغني

عن حمل الأسفار في الأسفار، في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: ص۳۰۶)

(۴) حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) نے بھی مسلمہؒ کی روایت کی تصحیح فرمائی ہیں، چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں: ''وعنه أيضا - أي ابن عمر رضی اللہ عنہ - قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جاءني زائرا لم تنزعه حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة رواه ابن السكن في كتابه المسمى بالصحاح''۔ (تحفۃ المحتاج: ج۲: ص۱۹۰، نیز دیکھئے ج۱: ص۱۲۹-۱۳۰)،

(۵) یہی وجہ ہے کہ امام جمال الدین محمود بن محمد، ابن جملۃ الدمشقیؒ (م ۷۶۴ھ) نے ان کے بارے میں کہا:

''ويرتقي إلى درجة الحسن الذي يحتج به''۔ (سبل الہوی والرشاد: ج۱۲: ص۳۷۹)،

(۶) مشہور، محدث ملا علی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے بھی، ان کی روایت کے بارے میں کہا: ''وصححه جماعة من أئمة الحديث''۔ (شرح الشفاء: ج۲: ص۱۵۰)،

(۷) محدث ابوالحسن، محمد بن عبدالہادی السندیؒ (م ۱۱۳۸ھ) نے کہا:

''وصححه عبد الحق ولقوله - صلى الله عليه وسلم -: من جاءني زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتي، كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة، رواه الجماعة منهم الحافظ أبو علي بن السكن في كتابه المسمى بالسنن الصحاح، فهذان إمامان صححا هذين الحديثين وقولهما أولى من قول من طعن في ذلك''۔ (حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه: ج۲: ص۲۶۸)،

(۸) یہی بات، ان سے پہلے، امام ابومحمد، حسن بن علی البدر الفیومی القاہریؒ (م ۸۴۰ھ) نے بھی کہی ہے:

''وقولهما أولى من قول من طعن في ذلك''۔ (فتح القريب المجيب لى الترغيب والترہيب: ج۶: ص۲۳۰)،

(۹) حافظ تقی الدین السبکیؒ (م ۷۵۱ھ) نے کہا:

''وهو من رواية مسلمة الجهنى عن عبيد الله العمرى، ففيه متابعة لموسى بن هلال فى شيخه وبيان لانه لم يتفرد بالحديث''۔ (شفاء السقام: ص۱۰۷-۱۰۸)،

(۱۰) اور حافظ قاسم بن قطلو بغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

''مسلم ضعيف الا ان فى هذا ايرادا على قول العقيلى: ان موسى بن هلال لا يتابع عليه''۔ (التعريف الاخبار للقاسم: ج۲: ص۲۶۲)،

(۱۱) حافظ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م ۹۴۲ھ) نے کہا:

''فقد تابع مسلمة الجهني موسى بن هلال في شيخه عبيد الله العمري والطبراني كلها في روايته متّفقة على

عبيد الله المصغر الثقة إلا أن مسلم بن حاتم الأنصاري رواه عن مسلمة مكبرا، وهذا طريق أورده الحافظ أبو علي بن السّكن في باب من زار قبر النبي - صلى الله عليه وسلم - من كتابه المسمى بالصّحاح المأثور عن النبي - صلى الله عليه وسلم - ومقتضى ما شرطه في خطبته أن يكون هذا الحديث ممّا أجمع عليه في صحته فإما أن يكون ثبت عنده من غير طريق مسلمة، أو أنه ارتقى إلى ذلك بكثرة الطرق''۔(سبل الہدی والرشاد: ج ۱۲: ص ۳۷۹)،

ثابت ہوا کہ مسلمۃ الجہنی کی روایت، متابع میں مقبول ہیں۔

(۱۲) نیز محدث ظفر احمد بن لطیف احمد التھانوی العثمانیؒ (م ۱۳۹۴ھ) نے بھی ان کو متابع میں مقبول مانا ہے۔(اعلاء السنن: کتاب الحج، باب زیارۃ قبر النبی ﷺ: ج ۱۰: ص ۴۹۷، ۵۰۰)،

(۱۳) اسی طرح، الدکتور محمود سعید بن محمد ممدوح حفظہ اللہ نے کہا:

''قد مر ان الشيخ هو مسلمة بن سالم الجهني لم ينفرد به، بل تابعه بلديه موسى بن هلال البصري وتقدم الكلام على صلاحية مسلمة بن سالم الجهني للمتابعات''۔(رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ: ص ۲۸۱)،

* نیز ایک اور جگہ کہا:

''فاقول: الرجل وان قال عنه ابو داود: ليس بثقة: فلا يمنع من الاعتبار به، لكن صحح له ابن السكن ومقتضى ذلك ان يكون ثقة عنه، فمع توثيق ابن السكن وكلام ابى داود: فالرجل يصلح للمتابعات ولا ريب''۔(رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ: ص ۲۸۱)،

(۱۴) محدث شبہ القارۃ الھند، امام عبدالحی اللکنویؒ (م ۱۳۰۴ھ) نے کہا:

''ان مسلما يصلح للمتابعة''۔(السعی المشکور - اردو -: ص ۳۲۲)،

(۱۵) یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد - جس کے ایک طرق میں مسلمۃ ہے -، حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا:

''وفي الباب الأخبار اللينة مما يقوي بعضه بعضا، لأن ما في رواتها متهم بالكذب، والله أعلم''۔(تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۶۶۵-۶۶۶)،

یعنی ذہبیؒ کے نزدیک، مسلمۃ الجہنی کی روایت، متابع میں مقبول ہے۔

(۱۶) حافظ ابوبکر السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے بھی، ذہبیؒ کی تائید فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے کہا:

''ابن خزيمة في صحيحه متوقفًا في ثبوته والبزار والطبراني وله طرق وشواهد حسنه الذهبي لأجلها الذهبي''۔(مناھل الصفا فی تخریج أحادیث الشفا: ص ۲۰۸)،

(۱۷) محدث محمد طاہر بن علی الصدیقی الفتنیؒ (م ۹۸۶ھ) نے کہا:

''ولکن یتقوی بعضها ببعض''۔ (تذکرۃ الموضوعات: ص ۷۵)،

ان تمام حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم بن سالم یا مسلمۃ بن سالم الجہنی البصریؒ اگرچہ ضعیف ہے، مگر متابع وشواہد میں مقبول ہیں، واللہ اعلم۔

غریب روایت کی تصحیح، اس حدیث کے روات کی توثیق ہوتی ہے۔

- مشہور ثقہ، امام، حافظ ابن دقیق العیدؒ (م ۷۰۲ھ) نے کہا:

''ومن العجب كون القطان لم يكتف بتصحيح الترمذي في معرفة حال عمرو بن بجدان، مع تفرده بالحديث، وهو قد تقل كلامه: هذا حديث حسن صحيح، وأي فرق بين أن يقول: هو ثقة، أو يصحح له حديث انفرد به؟ وإن كان توقف عن ذلك لكونه لم يرو عنه إلا أبو قلابة، فليس هذا: بمقتضى مذهبه، فإنه لا يلتفت إلى كثرة الرواة في نفي جهالة الحال، فكذلك لا يوجب جهالة الحال بانفراد راو واحد عنه بعد وجود ما يقتضي تعديله، وهو تصحيح الترمذي''۔ (**نصب الرایۃ: ج۱: ص۱۴۹**)،

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے، ابوعمیر بن انس بن مالکؓ کے دفاع میں کہا:

''قال ابن القطان: لم تثبت عدالته، وصحح حديثه ابن المنذر، وابن حزم، وغيرهما، فذلك توثيق له، فالله أعلم''۔ (**میزان الاعتدال: ج۴: ص۵۵۸**)،

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے، عبیداللہ بن المغیرۃ بن ابی بردہؒ کے ترجمہ میں کہا:

''أخرجه الضياء في المختارة ومقتضاه أن يكون عبيد الله عنده ثقة''۔ (**تہذیب التہذیب: ج۷: ص۴۹**)،

- نیز میں نے دار العلوم دیوبند کے مشہور عالم ومحدث عبداللہ معروفی صاحب کثرہ اللہ امثالھم کو بھی فرماتے ہوئے سنا کہ حدیث کی تصحیح سے روات کی توثیق، اس وقت سمجھی جائے گی، جب کی وہ حدیث غریب ہو۔

لہذا غریب حدیث کی تصحیح، اس حدیث کے روات کی توثیق ہوگی، واللہ اعلم۔ [ع]

ائمہ محدثین کے نزدیک، ضعیف روایت سے ترجیح وتائید حاصل ہوتی ہے۔

ائمہ محدثین، ائمہ علل اور ائمہ حدیث کے نزدیک، ضعیف روایت سے ترجیح وتائید حاصل ہوتی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

(۱) امام محمد بن ادریس الشافعی القرشیؒ (م ۲۰۵ھ) نے کہا:

''وإرسال سعید بن المسیب عندنا حسن''۔

سعید بن المسیب کا ارسال، ہمارے نزدیک حسن ہے۔

(۲) اور اسکی شرح میں حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا

''وإنما رجح الشافعي به والترجیح بالمرسل صحیح, وإن کان لا یجوز أن یحتج به علی إثبات الحکم, وهذا هو الصحیح من القولین عندنا''۔

اور امام شافعی نے جس کو ترجیح دی ہے، وہ مرسل حدیث کے ذریعے دی ہے، اور مرسل حدیث کے ذریعے ترجیح دینا درست ہے، اگرچہ مرسل حدیث کے ذریعے کسی حکم (شرعی) کو ثابت کرنا جائز نہیں، اور ہمارے نزدیک، دو اقوال میں سے یہی قول صحیح ہے۔ (**الکفایۃ فی علم الروایۃ: ص ۴۰۵**)،

(۳) اور ثبت، حافظ ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کا بھی یہی قول ہے۔ (**تدریب الراوی: ج ۱: ص ۲۲۵، نیز دیکھئے رسالۃ البیہقی للجوینی: ص ۸۷**)،

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ (م ۲۰۵ھ)، امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) اور حافظ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) وغیرہ کے نزدیک مرسل، ضعیف حدیث ہے، مگر پھر، ان حضرات کے نزدیک، اس سے ترجیح حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۴) حافظ المغرب، امام ابن عبدالبرؒ (م ۴۶۳ھ) نے کہا:

''هذا الحدیث لیس له إسناد ورواته مجهولون ولم نورده للاحتجاج به ولکن للاعتبار''۔ (**التمہید لابن عبدالبر: ج ۲۰: ص ۱۰**)،

یعنی ضعیف حدیث، ضعیف ہونے کے باوجود، اس سے اعتبار اور تائید حاصل کی جاسکتی ہے۔

- حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) نے کہا:

''ولو کان من الغرائب فانه یصلح للترجیح''۔

اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے مگر اس سے ترجیح حاصل کرنا درست ہے۔ (**تحفۃ المودود باحکام المولود: ص ۱۰**)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا:

''هذا المرسل يفسر هذا المتصل''

یہ مرسل روایت اس متصل روایت کی وضاحت کرتی ہے۔(المطالب العالية: ج۱۶: ص۱۶۷)

- اس کے علاوہ، کئی روات ہیں، جن کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل وائمہ علل نے صراحت کی ہے کہ وہ ضعیف ہے، مگر ان کی احادیث لکھی جاسکتی ہے، اعتبار وتائید اور ترجیح کے لئے، جس کی تفصیل تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

لہذا ائمہ حدیث کے نزدیک، ضعیف حدیث سے تائید وترجیح حاصل کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم۔

یاداشت